ٹورانٹو میں پاکستانی ورثہ فیتھ اینڈ فیملی

تحریر ٹائسن براؤن (Tyson Brown)

ٹورانٹو میں اپنی آدھی صدی کی جڑوں کے ساتھ، پاکستان سے تعلق رکھنے والے ٹورانٹو کے رہائشیوں نے اپنے لئے شہر کے روایتی تاریخی مقام پر ایک محفوظ جگہ بنا لی ہے۔ انہوں نے یہ سب کچھ اعتقاد، خاندان، کمیونٹی اور ورثہ کے طاقتور ملاپ سے کیا ہے۔

ایگزیبیشن پیلیس پر عید کی نماز۔ MHSO کلیکشن PAK-3155-7

پاکستان کے جدید قومی مملکت بننے سے پہلے، اس خطے میں ہندو، ایرانی، اسلامی، افغانی اور دوسری ثقافتوں کے اثرات کی وجہ سے ایک طویل رسم و رواج والی تہذیب رائج تھی۔ مختلف سلسلسہ ہائے سلاطین، شہنشاہی سلطنتوں اور طاقت کے مراکز نے علاقے پر اپنا اثر و رسوخ قائم کیا، بشمول برطانیہ اور ان کی ایسٹ انڈیا کمپنی۔ 20 ویں صدی کے شروع میں تحریک آزادی کے نتیجے میں برطانوی نو آبادیاتی استعماری سلسلہ ختم ہوا اور 1947ء میں "برطانوی انڈیا" کی بھارت اور پاکستان کی صورت میں تقسیم عمل میں آئی۔ اس تقسیم کے نتیجے میں آنے والی دہائیوں میں کشیدگیاں، اور یہاں تک کہ کھلم کھلا لڑائی جھگڑے ہوئے۔ مزید برآں، 1971ء میں خانہ جنگی کے نتیجے میں ملک کا مشرقی حصہ الگ ہو کر خود مختار عوامی جمہوریہ بنگلہ دیش بن گیا۔ اس لڑائی اور باقی ماندہ کشیدگیوں نے ایسی صورت حال پیداکی جس نے بہت سے پاکستانیوں کو ہجرت پر مجبورکر دیا۔

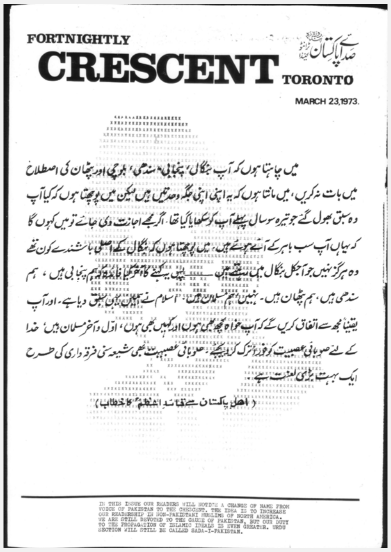

FORTNIGHTLY

صدائے پاکستان ٹرانٹو کینیڈا

CRESCENT TORONTO

MARCH 23,1973.

میں چاہتا ہوں کہ آپ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان کی اصطلاح میں بات نہ کریں، میں مانتا ہوں کہ یہ اپنی اپنی جگہ وحدتیں ہیں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ وہ سبق بھول گئے جو تیرہ سو سال پہلے آپ کو سکھایا گیا تھا۔ اگر مجھے اجازت دی جائے تو میں کہوں گا کہ یہاں آپ سب باہر کے آئے ہوئے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ بنگال کے اصلی باشندے کون تھے وہ ہرگز نہیں جو آجکل بنگال میں بستے ہیں ـــــ پس یہ کہنے کا آخر کیا فائدہ کہ ہم پنجابی ہیں، ہم سندھی ہیں، ہم پٹھان ہیں۔ نہیں ہم مسلمان ہیں۔ اسلام نے ہمیں یہی سبق دیا ہے۔ اور آپ یقیناً مجھ سے اتفاق کریں گے کہ آپ خواہ کچھ بھی ہوں اور کہیں بھی ہوں، اوّل و آخر مسلمان ہیں، خدا کے لئے صوبائی عصبیت کو فوراً ترک کر دیجئے۔ صوبائی عصبیت بھی شیعہ سنی فرقہ واری کی طرح ایک بہت بڑی لعنت ہے۔

(اہلِ پاکستان سے قائدِ اعظمؒ کا خطاب)

IN THIS ISSUE OUR READERS WILL NOTICE A CHANGE OF NAME FROM VOICE OF PAKISTAN TO THE CRESCENT. THE IDEA IS TO INCREASE OUR READERSHIP IN NON-PAKISTANI MUSLIMS OF NORTH AMERICA. WE ARE STILL DEVOTED TO THE CAUSE OF PAKISTAN, BUT OUR DUTY TO THE PROPAGATION OF ISLAMIC IDEALS IS EVEN GREATER. URDU SECTION WILL STILL BE CALLED SADA-I-PAKISTAN.

دی کریسنٹ خبرنامہ، 23 مارچ، 1973- MHSO کلیکشن PAK-0207

سن 1950ء کے وقتوں میں، امیگریشن کوٹا پاکستان سے صرف 100 لوگوں کو مستقل سکونت اختیار کرنےکیلئے کینیڈا آنےکی اجازت دیتا تھا، ان میں سے محض بہت تھوڑے سے لوگ ٹورانٹو میں آئے۔ چونکہ برطانوی حکومت کے تحت علاقے میں برطانوی تعلیمی ادارے اور انگریزی زبان فروغ پاچکی تھی، اعلٰی تعلیم یافتہ، انگریزی بولنے والے پاکستانی جو اس دور میں کینیڈا میں آئے انہیں اپنے اس نئے ملک میں مختلف عناصر جانے پہچانے محسوس ہوئے۔ جب 1960ء کے وقتوں میں کوٹا سسٹم کو ختم کرکے امیگریشن کیلئے منتخب کئے جانے کا معیار پوائنٹس سسٹم پر کیا گیا تو پاکستان سے ہجرت کرکے کینیڈا مستقل سکونت کیلئے آنا نوجوانوں، اعلٰی تعلیم یافتہ، انگریزی بولنے والے پیشہ ورپاکستانیوں کیلئے ایک آپشن بن گیا جو اپنے ملک کے معاشی اور سیاسی عدم استحکام کو چھوڑ کر 'مغرب' میں روزگار کے مواقع کی تلاش میں تھے۔ موقع ملنے پر، بہت سے ٹورانٹو آگئے اور انہوں نے کام تلاش کیا یا اسکول میں داخلہ لے لیا۔

1970ء کے ادوار میں، بڑھتی ہوئی پاکستانی کمیونٹی نے شہرکے منظر پر اثر انداز ہونا شروع کر دیا۔ شائد جیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ پر 'چھوٹا انڈیا' سے بہترکوئی اور مثال نہ ہو، ایک ایسی کہانی جو 1929ء میں تعمیرکئے جانے والے ایسٹ وُوڈ سینما سے شروع ہوتی ہے۔ تھیٹر کے اردگرد کی آبادی اصل میں انگلش، آئرش اور سکاٹش تارکین وطن پر مشتمل تھی جو پہلی جنگ عظیم سے پہلے ٹورانٹو میں آئے تھے۔ آبادی کے دوسرے دیگر تھیٹروں کی طرح، ایسٹ وُوڈ تھیٹر پر1960ء کے ابتدائی ادوار میں بہت رونق ہوا کرتی تھی۔ جو 1966ء میں بند ہوگیا، لیکن 1972ء میں اسےگیان ناز نے کرایہ پر حاصل کر لیا، جو انڈیا سے ہجرت کرکے نئے آئے تھے، جنہوں نے وہاں ہندی، اردو، اور بنگالی زبان کی فلمیں دکھانی شروع کر دیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں، یہ تھیٹر انڈیا اور پاکستان کے تارکین وطن کی توجہ کا مرکز بن گیا، اور تماشائیوں سے استفادہ حاصل کرنےکیلئے نئے کاروبار اور ریستوران، جن میں لاہور تکہ بھی شامل ہے، کھولے گئے۔ 1980ء کے ابتدائی ادوار تک، جیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ کا منظر بدل چکا تھا جو ٹورانٹوکا "چھوٹا انڈیا" کے طور پر، یا جیرارڈ انڈیا بازار کے طور پر جانا پہچانا جانے لگا۔

اسی وقت کے دوران، پاکستانی مسلم کمیونٹی کی پہلے سے غالب اکثریت نے ٹورانٹو میں پہلی مسجد قائم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ جو ہائی پارک کی ہمسائیگی میں باسٹڈ ایونیو (Bousted Avenue) پر واقع ہے جس کا نام جامی مسجد ہے۔ اس کی عمارت پہلے پہل 1910ء میں اردگردکی ہمسائیگی میں آباد اجتماعی آبادی کیلئے بطور پریسبیٹیرین چرچ (Presbyterian Church) تعمیرکی گئی تھی۔ ہمسائیگی کی آبادیاتی تبدیلی، جس میں مذہبی لگاؤ میں تبدیلی کا عنصر

بھی شامل ہے،کی وجہ سے پریسبیٹیرین آبادی نے 1960ء میں نقل مکانی کرنے اور چرچ کی عمارت کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

ناز سنٹر، گیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ۔ MHSO کلیکشن/IND-0001

سن 1969ء میں، ٹورانٹو میں ایک چھوٹی لیکن بڑھتی پھولتی ہوئی مسلم کمیونٹی، جو مشرقی یورپ کے جزیرہ نُما بلقان سے تعلق رکھنے والے تارکین وطن ہیں، نے اس پراپرٹی کو خریدکر اس کرسچیئن چرچ کو شہرکے پہلے اسلامی عبادت والے مرکز میں تبدیل کر دیا۔ جیسے ہی 1960ء اور 1970ء کے ادوار میں پاکستانی تارکین وطن یہاں پہنچے، ان میں سے اکثریت نے جامی مسجد جانا شروع کردیا – جو اکثریت والی کرسچیئن سوسائٹی میں ان کے اعتقاد کے اظہارکیلئے ایک اہم جگہ تھی۔

اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو، جو پہلے پہل شہر کے مشرقی جانب رہوڈز ایونیو (Rhodes Avenue) پر واقع تھی اور اب اسکاربرو میں مارکھم روڈ اور شیپرڈ ایونیو پر واقع ہے، اسی دور میں قائم کی گئی تھی۔ اس میں اور اسلامی عقائد اور کمیونٹی کے دوسرے مراکز میں، جن میں پاکستان سے تعلق رکھنے والے ٹورانٹو کے رہائشی اپنا اہم کردار جاری رکھے ہوئے ہیں، اور اس شہرکی تعمیر میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں جو ایک ثقافتی اور مذہبی تنوع سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مساجد کی تعمیر، اور عقیدے کے متبرک مراکز جو نقل مکانی نہیں کرتے، بیچے یا ضائع نہیں کئے جاتے، وہ شہرکی متنوع تعمیر و ترقی کیلئے ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ مسجدیں اکثر نہ صرف مذہب کے مراکز اور اہم امتیازی نشانات ہوتی ہیں، بلکہ ایسی جگہیں بھی ہوتی ہیں جہاں اسکول اور ثقافتی مراکز بھی ہوتے ہیں۔ وہ کینیڈین ماحول میں ایمان و اعتقاد، بین الاقوامی شناختوں اور ورثہ کو بھی پیش کر سکتی ہیں۔

کینیڈین سوسائٹی کے ساتھ ہم آہنگی کیلئےمذہب کے ساتھ ساتھ، پاکستانی کمیونٹی کیلئے زبان بھی ایک نازک مسئلہ رہی ہے۔ اُردو ایک پرانی زبان ہے جس میں ادب اور شاعری کا ایک طویل عرصے سے رواج ہے جو بنیادی طور پر پاکستانی شناخت میں پیوستہ ہے۔ اس زبان کے فروغ کے ایک ذریعہ کے طور پر یونیورسٹی آف ٹورانٹو میں پاکستانی طلباء نے 1970ء کے ادوار میں اُردو سوسائٹی آف کینیڈا تشکیل دی۔ ان کا مقصد کینیڈئینز اور پاکستانی ثقافت کے درمیان اسلوب ترکیبی تلاش کرنا اور ٹورانٹو میں پاکستانیوں کی ایک نئے شناختی ادراک کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں مددکرنا تھا۔ حکومت اونٹاریو اور یونیورسٹی کے اشتراک سے، 1982ء میں انہوں نے اردو پر پہلی کینیڈین کانفرنس منعقد کی، اس کامیاب کانفرنس میں پاکستان سے معززین نے شرکت کی اور شہر کی پاکستانی کمیونٹی نے اسے خوب سپورٹ کیا۔ یہ ایک مرکزی حیثیت والا لمحہ بن گیا جس نے اس ثقافتی گروپ کیلئے دستوری راستہ ہموار کیا جو اب ٹورانٹوکی ثقافتی رنگا رنگی کا ایک بنیادی حصہ بن چکا ہے۔

ذرائع

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.

اِسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو ایک نئی ابتدا، ایک نیاگھر

تحریر حمیرا سعید

ٹورانٹو میں آنے والے پہلے امیگرینٹ پاکستانیوں اور شہر میں ابتدائی اسلامی مراکز میں سے ایک مرکزکے مابین اہم تعلق ہے، اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو (آئی ایف ٹی)۔ یہ امتیازی سنگِ میل مسجد اور شمال مشرقی اسکاربرو میں واقع اسکول کی کہانی ہے جو پاکستانی کمیونٹی کے ٹورانٹو میں آباد ہونے، اس کے بڑھنے پھولنے اور اس کی ترقی کی بصیرت فراہم کرتی ہے۔

ورب راکسا ،وٹنروٹ فآ نشیڈنؤاف کمالسا

1960ء کے ادوار، اولین پاکستانی امیگرینٹس کیلئے، مواقع اور جوش و جذبے سے بھر پور تھے۔ برطانوی ہندوستان کی تقسیم کے نتیجے میں جدید ملک پاکستان اور ہندوستان بن جانےکے بعد پیدا ہو جانے والے عدم تحفظ اور معاشی عدم استحکام سے بچ کر نکل آنے والے یہ نئےکینیڈئینز ٹورانٹو میں نئی زندگی کے آغاز کی آس و اُمید لگائے ہوئے تھے۔ بہتر معیار زندگی اور بہترمعاشی مواقع ملنےکی اُمیدوں کے ساتھ، بہت سے اعلٰی تعلیم یافتہ، اُردو بولنے والے پاکستانی پیشہ ور – ڈاکٹر، وکلاء اور انجینئرز، دوسرے بہت سوں کے ساتھ – اپنی نئی سرزمین پر بہت اچھی طرح آباد ہوئے اور وہ کثرت سے قابل اعتماد اور وضع دار ملازمتیں حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ بعد میں آنے والے نوجوان ان سے آملے جو ٹورانٹو میں اعلٰی تعلیم اور ڈگری کی تعلیموں کیلئے آئے تھے، ان میں سےکچھ نے یہیں رہنےکا فیصلہ کیا، یہاں خاندان بنائے اور اپنی جڑیں مضبوط کیں۔ اکٹھے مل کر انہوں نے پاکستانی کمیونٹی کی بنیادیں رکھیں اور اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹوکی تعمیر و ترقی کی راہ ہموارکی۔

دیگر نئے آنے والے تارکین وطن کی طرح، نئی زندگی شروع کرنا بہت دشوار تھا اور اس کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں حائل تھیں۔ شہر میں پہلے پاکستانیوں کیلئے، تقریباً کوئی آسرا نہیں تھا۔ ان میں سے اکثرکینیڈا آنےکیلئے اپنے خاندانوں اور دوستوں کو اپنے وطن میں چھوڑ آئے تھے۔ وہ یہاں پرخود کو الگ تھلگ اوراکیلے محسوس کر رہے تھے، انہوں نے آہستہ آہستہ شہر میں دوسرے پاکستانیوں کو تلاش کیا، ایک دوسرےکو اپنے فون نمبر دئیے اور وہ ایک دوسرے کو اختتام ہفتہ پرکھانےکی دعوتیں دیتے تھے۔ دوسرے مواقع پر،کمیونٹی آرگنائزیشنیں اور عقیدہ کے مراکز اس چھوٹی لیکن بڑھتی پھولتی کمیونٹی کے درمیان آپس میں شناسائی کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ خاندانوں کی غیر موجودگی میں، ایسے ادارے آپس کے تعلقات کیلئے بنیادی خدمات اور ایسے طریقے فراہم کرتے تھے جن کی بہت ضرورت تھی۔

اسلام نے پاکستان کی تاریخ اور ثقافت میں ایک بنیادی کردار اداکیا ہے۔ کینیڈا میں پاکستانیوں کی اکثریت مسلمان ہے اور وہ مقامی مسجد یا اسلامی مرکز سے قریبی رابطہ رکھتے ہیں۔ ایک متبرک مقام ہونے کے علاوہ جہاں لوگ نماز پڑھ سکتے ہیں، ٹورانٹو میں اسلامک سینٹرز ایسی جگہ بھی فراہم کرتے ہیں جہاں پاکستانی امیگرینٹس کوئی تہوارمناسکتے، علم حاصل کرسکتے، آپس میں میل ملاقات کر سکتے، اپنی کاوشوں کے بارے میں بات چیت کر سکتے اور سکون حاصل کر سکتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ ترکیلئے مقامی مسجد دوسرا گھر ہے۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جوکمیونٹی کو اہم دینی مبارک دنوں، تہواروں، شادیوں اور تجہیز و تکفین کیلئے اکٹھا کر سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، اسلامک سینٹرز تمام عمرکے افراد کیلئے اسکولوں کاکام بھی دیتے ہیں، جہاں ایسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں جیسےکہ عربی، قرآنی تعلیمات اور اسلامی تاریخ۔ یہاں حاضری دینے والوں کو نئے لوگوں سے ملاقات کرنے اور دوستی کرنےکا موقع ملتا ہے جو اکثر تمام زندگی جاری رہتی ہے۔ یہ نئے بندھن تمام کمیونٹی کیلئے ضروری ہوتے ہیں اور یہ خاص طور پر نئے آنے والے تارکین وطن کیلئے مددگار ہیں جو یہاں کے پاکستانیوں میں اپنی شناخت کی تجدید کے امیدوار ہوتے ہیں۔

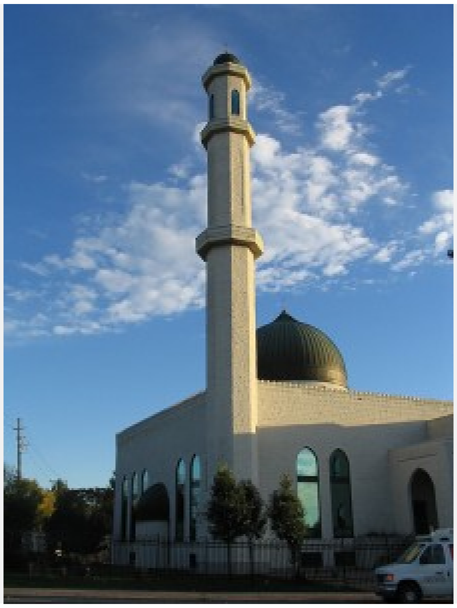

اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورنٹو، اسکاربرو

اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو کثیرالمقاصد مرکز ہونےکی ایک بہترین مثال ہے جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ تمام مساجد میں سے پہلی مسجد ہے جسے شہر میں قائم کیا گیا اور ٹورانٹو میں موجود پاکستانی کمیونٹی کی تاریخ کے ساتھ اس کا دیرینہ تعلق ہے۔ یہ تاریخ اس وقت شروع ہوئی جب مسلم سوسائٹی آف ٹورانٹو اور یونیورسٹی آف ٹورانٹوکی مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے کچھ ممبران نے 3067 ڈنڈاس اسٹریٹ ویسٹ، کِیل اسٹریٹ کے عین مغرب میں، واقع ایک مسجد سے علیحدہ ہونےکا فیصلہ کیا۔ ان میں سےکچھ ہائی پارک میں واقع نئی حاصل کردہ مسجدکو نقل مکانی کر رہے تھے، جبکہ دوسروں نے اورنج ہال میں اجتماع کا بندوبست کیا، جو 182 رہوڈز ایونیو، جو کہ جیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ اورکاکس ویل ایونیوکے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ شروع شروع میں یہ اورنج آرڈر جو پروٹسٹنٹ، فریٹرنل آرگنائزیشن تھی اور ٹورانٹو میں رومن کیتھولک ازم کی مخالفت کی ایک لمبی تاریخ رکھتی ہے،کی مقامی لاج کی ایک مَیل ملاقات کرنے والی جگہ تھی۔ اس نئی جگہ پر، شہر کے اندر وسیع اور متنوع مسلم کمیونٹی کیلئے دینی کام سرانجام دینے اور ثقافتی و سماجی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو تشکیل دی گئی۔

1970ء کے ادوار میں، اس پراپرٹی کو باضابطہ طور پر تمام قومیت اورنسلی پسِ منظر رکھنے والے مسلمانوں کیلئے مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ مرکزی منزل کو روحانی مذہبی متبرک مقام میں تبدیل کر دیا گیا، جبکہ اوپر والی منزل اختتام

ہفتہ پرکلاسیں لگانے اورکمیونٹی کے تہواروں کیلئے اسمبلی ہال بن گئی۔ پہلے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں مشرقی یورپ اور جنوب ایشیاء کے ملے جلے اصطفائی بالغ افراد شامل تھے۔ جوں جوں شرکت کے لئے آنے والے لوگ بڑھنے لگے، اس پُر عزم و سرگرم افراد کی جماعت نے پراپرٹی میں مزید توسیع اور تجدید کی۔ ان تمام کاموں کے ساتھ ساتھ، ایک نہایت اہم کردار جو اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو نے اپنے ابتدائی، تشکیلی سالوں میں ادا کیا وہ نئے آنے والے تارکین وطن کیلئے آپس میں میل ملاقات اور ایک دوسرے کی مددکرنے کا بندوبست کرنا تھا۔ پاکستانی، یوگو سلاویہ کے رہنے والے، ہندوستانی، ترکش اور گیاناکے رہنے والے امیگرینٹ تمام کے تمام یہ جگہ استعمال کرتے، اکٹھے نماز اداکرتے، اکٹھے مل کر کھانا کھاتے اور ٹورانٹو میں نئی زندگی شروع کرنے میں ایک دوسرےکی مدد کرتے تھے۔

آہستہ آہستہ، اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو اپنی رہوڈز ایونیو والے مقام سے تجاوز کر گئی جس کی عمارت میں خدمت کرنے اور شہر میں مسلمان امیگرینٹوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کیلئے جگہ کم ہو گئی تھی۔ مسجد کے بورڈ آف ڈائریکٹرز اور ممبران نے فیصلہ کیا کہ اب مزید وسیع اور قابل عمل جگہ تلاش کرنےکا وقت آچکا تھا۔ 1984ء تک، اسکاربرو میں مارکھم روڈ اور نگٹ ایونیو کے کونے پر 2.3 ایکڑ زمین خریدی گئی اور کینیڈا میں پہلی کثیرالمقاصد مسجدکی تعمیر شروع ہو گئی۔ یہ مسجد تین منزلہ، سفید پتھروں والی، تانبےکے گنبدکے ساتھ بنی ہوئی تھی جس کی تعمیر پر تقریباً چھ ملین ڈالر لاگت آئی، جس میں سے آدھی رقم مقامی مسلم کمیونٹی نے جمع کی۔ 1990ء تک یہ مسجد استعمال ہونا شروع ہو گئی، اور مقامی زمینی نظارے کے افق پر ایک قابل توجہ عمارت کے طور پر اُبھری اور جس کے باعث اس کے اردگردکے علاقے پر فوری اثر پڑا۔

اُردو بولنے والے مسلمانوں اور ٹورانٹو میں نئے آنے والے مسلمانوں نے شمال مشرقی اسکاربرو میں آباد ہونا شروع کر دیا تاکہ وہ اسلامک فاؤنڈیشن کے اور اس علاقے میں رہنے والے دوسرے دوستوں اور خاندان کے قریب ہو سکیں۔ 1990ء کے دوران بڑی تعداد میں پاکستانی امیگرینٹس کینیڈا میں آئے، جن میں سے بہت سے ٹورانٹو میں آباد ہوئے۔ ان میں سےکچھ کیلئے، اسلامک فاؤنڈیشن کی موجودگی نے ان کی ہاؤسنگ کی تلاش کے انتخاب پر گہرا اثر ڈالا۔ مارکھم روڈ اور شیپرڈ ایونیو ایسٹ کے شمال مشرقی بلاک کے گھر وں اور اپارٹمینٹوں کی ملکیت بتدریج تبدیل ہوتی گئی۔ جب پہلے پہل 1970ء میں، یہ چھوٹی سی رہائشی کمیونٹی تعمیرکی گئی تو اس میں ویسٹ انڈیز اور اٹلی کے لوگ آباد ہوئے۔ جوں جوں وقت گزرتاگیا، اس علاقہ میں جنوبی ایشیاء کے امیگرینٹ افراد کی آمد بڑھتی گئی، جس کی وجہ سے مزید ہاؤسنگ اور تعمیری منصوبہ جات شروع ہوتےگئے۔

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.

اس وقت، اپارٹمینٹوں اورگھروں کے معنی خیز حصےکے رہائشی اُردو بولنے والے امیگرینٹس ہیں جو آئی ایف ٹی سے وابستہ ہیں۔ شمال مشرقی اسکاربرو میں پاکستانی امیگرینٹوں کی ریل پیل اور آئی ایف ٹی کی توسیع کیلئے تعمیر نے مقامی کاروبار پر بھی اثر ڈالا۔ جیسے ہی اُردو بولنے والی یہ کمیونٹی ملینئیم کی گردش کے قریب بڑھی پھولی، آئی ایف ٹی کے اردگرد جنوب ایشیائی گروسری اسٹور اور ریسٹوران قائم ہوئے۔ آئی ایف ٹی کا کوئی بھی ممبر تھوڑے سے فاصلےکے اندر اندر پیدل چل کر حلال گوشت خرید سکتا، بٹرچکن کی پلیٹ سے لطف اندوز ہوسکتا، اور ڈی وی ڈی پر اُردو ڈرامہ حاصل کر سکتا تھا۔

پاکستانی امیگرینٹس کی ٹورانٹو آمد اورکثیرالمقاصد آئی ایف ٹی کو قائم کرنے میں ان کے کردار، کمیونٹی کی خدمت اور دینی تنظیم نے ٹورانٹو کے ورثہ پرگہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ اسکاربرو میں ایک قابل ذکر تعمیری سنگِ میل قائم کرنےکے بعد، اسلامک فاؤنڈیشن آف ٹورانٹو اور پاکستانی کمیونٹی نے آبادکاری کے طریقہ ہائے کار، کاروباری ادارے اور سماجی خدمت کی تنظیمیں قائم کی ہیں۔ دیگر امیگرینٹ کمیونٹیوں کے ساتھ ساتھ، پاکستان سے تعلق رکھنے والے ٹورانٹو کے رہائشیوں نے شہرکو مزید مرتعش اور مشمولہ کمیونٹی بنادیا ہے جسے بہت سےلوگ اپناگھرکہنے میں فخرمحسوس کرتے ہیں۔

ذرائع

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.

رفس کیا سؤاہ ہکت روہال

تحریر حمیرا سعید

پاکستانی 1950ء کے وقتوں سے ٹورانٹو میں نقل مکانی کرکے آرہے ہیں۔ بہت سے نئے آنے والوں نے یہاں ٹورانٹو میں اُردو زبان برقرار رکھنے یا مذہبی تنظیمیں قائم کرنےکا عزم کر رکھا تھا، جبکہ دوسروں، جیسےکہ النور سیانی (Alnoor Sayani) ہیں، نے ایسی جگہیں تشکیل دیں جہاں لوگ اپنی ثقافت پر عمل کر سکیں اور اسے سیکھ سکیں۔ لاہور تکہ ہاؤس، جو جیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ پر واقع لِٹّل انڈیاکے قلب میں ایک ریستوران ہے، کے بانی مسٹر سیانی نے ایک ایسے فرد کی مثال قائم کی ہے جس نے شہر کی ثقافتی بناوٹ اور متنوع تاریخ رقم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

مسٹر سیانی کی ٹورانٹو میں نقل مکانی کرنے کی وجوہات دوسرے نئے آنے والوں سے بالکل مختلف ہیں۔ جب کہ شہر میں بہت سے پاکستانی برصغیر ہند سے آئے، یہ منتظم کاروبار براستہ یوگنڈا یہاں آئے۔ مسٹر سیانی کے والدین اس ملک میں اس وقت منتقل ہوئے جب بہت سے اُردو بولنے والے افراد نے برطانوی اثر و رسوخ والے ملکوں میں رہنےکا انتخاب کیا جیسے کہ ایسٹ افریکہ میں یوگنڈا ہے۔ تاہم، جب یوگنڈا میں سیاسی حالات خراب ہونا شروع ہوئے، تو ان کی اُردو کمیونٹیوں کے تحفظ کو خطرات لاحق ہونے میں اضافہ ہوتا گیا۔ عیدی امین کی یوگنڈا میں ڈکٹیٹر شپ کے تحت، بہت سے لوگ یوگنڈا سے نقل مکانی کر گئے۔

وٹنروٹ ،ٹسیا ٹیرٹسا ڈراریگ ،ناروتسیر ہکت روہال

مسٹر سیانی کا خاندان انگلینڈ کو ہجرت کرگیا، جہاں انہوں نے اپنا بچپن گزارا۔ وہاں انہوں نے غذاکیلئے اپنے جوش و ولولےکے بل بوتے پر حلال گوشت کاکاروبار قائم کیا۔ پھر 1982ء میں اپنی 15 سالہ نوجوان عمر میں، انہوں نے ٹورانٹو ہجرت کرنےکا فیصلہ کیا اور اپنے سابقہ کاروباری تجربہ کے ساتھ، وہ اپنے تصوراتی ریستوران کو ایک حقیقت کا روپ دینےکیلئے روانہ ہوگئے۔ نسلی امتیاز اور امتیازی سلوک کا باقاعدگی سے سامنا کرنےکے باوجود، انہوں نے دریافت کیا کہ یہ شہر مواقع سے بھرا ہوا بھی ہے۔

1996ء میں انہوں نے بہت تھوڑی سی پرانی میزوں اور ایک درجن کرسیوں کے ساتھ جیرارڈ انڈیا بازار میں لاہور تکہ ہاؤس کھولا، جو کہ شمالی امریکہ کی بڑی جنوبی ایشیائی خریدوفروخت والی جگہوں میں سے ایک ہے جوکہ جیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ پر، گرین وُوڈ اورکاکس ویل ایونیوز کے درمیان واقع ہے۔ ٹورانٹوکا یہ حصہ 1970ء میں شہر کی جنوبی ایشیائی کمیونٹی کیلئے ایک کامیاب مرکز میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ جنوبی ایشیائی ورثے میں ضم ہونے سے پہلے، جیرارڈ کا یہ حصہ سائیکلیں مرمت کرنے والی دکانوں، الیکٹرونک اسٹوروں اور ہارڈ ویئر مراکز پر مشتمل تھا۔ تبدیلیاں اس وقت شروع ہوئیں جب ایک سینما جسے ناز تھیٹرکہا جاتا ہے، نے انڈین اور پاکستانی فلمیں دکھانا شروع کیں۔ بہت تھوڑے عرصے میں، جنوب ایشیائی لوگوں نے اس علاقے میں باقاعدگی سے آنا شروع کر دیا اور ان میں سےکچھ

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.

نےکاروبار شروع کر دئیے جیسےکہ ریستوران اورسماجی ملبوسات کےکاروبار۔ ہمسائیگی کی گلیاں اس بڑھتی پھولتی کمیونٹی کا کھلا تاثر بن گئیں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، سٹی نے اس ثقافتی علاقے پر سرمایہ کاری شروع کر دی۔ نئی اسٹریٹ لائیٹیں لگائی گئیں، پیدل چلنے والے راستوں کو پکا کیا گیا، اور اسٹوروں کے سامنے والے حصوں کو بہتر بنایاگیا تاکہ مقامی لوگوں اور سیاحوں کیلئے جیرارڈ انڈیا بازارکو ایک پرکشش جگہ بنایا جائے۔ جوں جوں ترقی ہوتی گئی، کوئی بھی فرد ایک ہی وقت میں پاکستان جیسی جگھوں کے ثقافتی پکوان، موسیقی، فلمیں، فن، ملبوسات اور ادبی کتابیں حاصل کر سکتا تھا۔

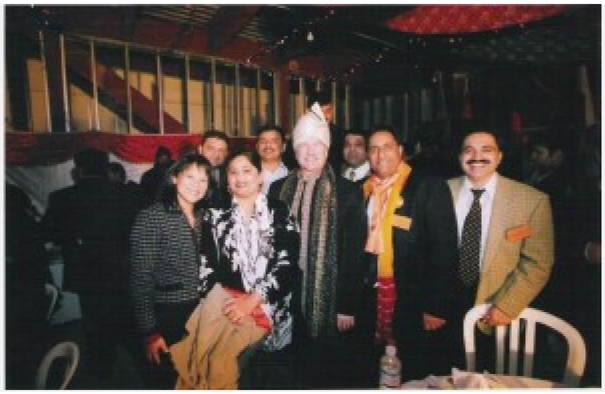

لاہور تکہ ریستوران، گیرارڈ اسٹریٹ ایسٹ، ٹورنٹو۔

مقامی تائید کے ذریعے، لاہورتکہ ہاؤس بڑھتا پھولتا گیا اورقدیم کینٹیکی فرائڈ چکن آؤٹ لیٹ میں تبدیل ہو گیا۔ آخرکار، بوسیدہ کے ایف سی آؤٹ لیٹ متاثرکن دو منزلہ، سٹکّو (stucco) بلڈنگ میں تبدیل ہوگیا جس میں سنہری محرابوں اور پیچیدہ ٹائلوں کاکام کیاگیا تھا۔ اس میں بیٹھ کر کی جانے والی زندہ دل گفتگو، موسیقی والا ماحول اور رسم ورواج کے مطابق کھانوں کی خوشبو کی وجہ سے، لاہور تکہ ہاؤس ٹورانٹو میں پاکستانی ثقافت کیلئے ایک اہم مرکز بن گیا۔ اس کے رکشے، خیمے، سیخیں اور مٹی کے تندور، اپنے سر پرستوں کوگھرکی یاد دلاتے ہیں اور انہیں حیات سے بھرپور جڑی ہوئی جڑوں کا پتہ دیتے ہیں۔ غیر پاکستانیوں کیلئے جو لاہور تکہ ہاؤس میں آتے ہیں، شہرکے منظر نامے میں یہ ایک اورعظیم فیچر ہے جہاں پرکوئی بھی فرد کھانے اور ثقافت کا لطف اٹھا سکتا ہے۔ یہ ریستوران مسٹرسیانی اور ان کے عملےکو پاکستانی تاریخ، ورثے، زبان اور شناخت کو اجاگر کرنےکا موقع فراہم کرتا ہےکہ وہ اپنی کمیونٹی کی ٹورانٹو میں موجودگی کے بارے میں آگاہی کو بڑھائیں۔

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.

سیانی صاحب نے بیان کیا ہےکہ اس ریستوران کی کامیابی کا براہِ راست تعلق ٹورانٹو کا تنوع والا شہر ہونا ہے۔ وہ خودکو ٹورانٹو پر ایک فخر کرنے والا فرد سمجھتے ہیں، اور وہ کمیونٹی کی مدد کرنےکا مصمّم ارادہ رکھتے ہیں۔ سیانی صاحب سمجھتے ہیں کہ شہرکا تنوع اس کی طاقت ہے۔ جب ثقافتی گروپ اکٹھے مل کر کام کرتے ہیں، تو تصورات حقیقت میں بدل جاتے ہیں جیسےکہ ان کا تصور حقیقت میں بدلا۔

لاہور تکہ ہاؤس میں بہت سی باتیں ہیں۔ یہ ٹورانٹو میں آنے والے ایک پاکستانی امیگرینٹ کا ایک انفرادی سفر ہے، ایک ثقافتی کمیونٹی کا بڑھنا پھولنا ہے، عمارتوں اور ہمسائیگیوں کا ارتقاء ہے، اور اس بات کا مظہر ہےکہ تنوع اور امیگریشن شہرکے ورثے میں کس طرح تبدیلیاں لاتے ہیں۔ ریستوران نے مشرقی ٹورانٹو کے ارضی منظر میں طبعی تبدیلی پیداکی ہے۔ جہاں کبھی برطانیہ سے آئے ہوئے لوگ رہتے تھے اب وہ اُردو بولنے والے ہزاروں ٹورانٹو کے باسیوں کیلئے ایک ثقافتی مرکز ہے۔ مزید برآں، یہ ریستوران نامور ثقافتی اجتماع کی علامت ہے جو ٹورانٹوکی جدید شناخت کے قلب میں واقع ہے۔

<u>ذرائع</u>

HERITAGE TORONTO
PEOPLE.PLACES.EVENTS.